ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

THE DEFINITION AND TYPES OF "RIBA" (INTEREST) IN THE LIGHT OF QURAN, HADITH, AND FOUR SCHOOLS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE

Khalid Mehmood Shah[1],
Dr. Abu Bakar Bloach[2],
Imran Majeed[3]

ABSTARCT

The divine scripture (i.e. the Holy Quran) and the noble sayings of Prophet Muhammad (Peace be upon him) primarily identify the legal status (i.e. clear prohibition) of interest (Riba), and economic destruction caused by it at aggregate level, whereas a six-commodities barter trade narration is an exception in Sunnah. These primary sources are silent about the definition of Riba since it was clear at that time. However, the dominance of conventional interest-based global financial and economic system led to disputes among liberal, conservative, and mainstream scholars in the definition of Riba. Moreover, the injunctions from four classical schools of thoughts in Islamic jurisprudence have dissimilarities in defining Riba. While on the other hand, attempts to remove Riba from Pakistan have been demolished by sending the case back to Federal Shari'ah Court in 2002 where the debates are –with long time delays- carried out from scratch i.e., how to define Riba?

Therefore, this paper attempts to address these issues by trying to come up with a comprehensive definition of Riba, after examining the views of prominent scholars of four schools of thoughts and the Sunnah of Prophet Muhammad (peace be upon him). We considered narrations and the views of scholars and concluded that it is comprehensive to define Riba or usury as, "an excess (in terms of quantity, time of delivery, or both) that is made obligatory by agreement in a financial transaction for one party only, provided both considerations in the transaction are either currencies, the ma'kili (measured in terms of volume), or maw'zoni (measured in terms of weight) commodities. If the transaction is a loan, then the spot or delayed deliveries of either commodity is not interest, provided the amount or quantity of loans are equal; and if the financial matter is other than loan and the genus of commodities exchanged is different, then inequality in quantity is not interest provided both commodities are exchanged at the same time (spot exchange)".

Key Words: *Riba (Interest), Schools of thoughts, Quran, and Sunnah.*

تعارف

سود کی حرمت اسلام میں روز روشن کی طرح واضح ہے جس کی خرابیوں پر نہ صرف مسلم اسکالر بلکہ مغرب کے کچھ معاشیات دان بھی اس کی خرابیوں کی وجہ سے اس کو دولت کی نامنصفانہ تقسیم کی وجہ قرار دیتے ہیں، علم معاشیات میں اگرچہ سود کو صرفی قرضوں پر سود (Usury) اور تجاتی قرضوں پر سود (Interest) میں تقسیم کرکے صرفی قرضو ں پر سود کو ظالمانہ گردانہ جاتاہے، اسلام میں اس کے برعکس ہر قسم کے سود کو حرام قرار دیا گیاہے۔البتہ اسلام میں سود کی اس طرح تقسیم بہر حال کی گئی ہے کہ سود کی ایک قسم کو "ربا القرآن، ربا الجاہلیہ، یا ربا القرض" کہا گیاہے جو قرض کی رقم پر متعین زیادتی ہے، اس قسم سے نہ صرف اولین دور کے مسلمان بلکہ کفار اور مشرکین بھی واقف تھے، اس کی تعریف اور عملی تطبیق میں کسی بھی دور میں کوئی ابہام نہیں رہا اور آج کل کی کنونشل بینکاری میں فنانسنگ اسی بنیاد پر ہوتی ہے اور یہ سود کی اس واضح قسم میں داخل ہونے کی بنا پر حرام ہے۔ربا القرض کے علاوہ احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کی ایک دوسری قسم بھی متعارف کروائی جو چھ قسم کی اشیاء کے باہمی تبادلہ (Barter Trade) کے وقت وجود میں آتی ہے اور اس قسم کو "ربا الحدیث یا ربا البیوع" کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ اس کی تفصیل ارشاد نہیں فرمائی، اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ:" آپ یہ چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین مسائل کی مزید وضاحت بیان فرما

---

[1] Corresponding Author: Ph.D. Scholar: Department of world Religion, Federal Urdu University, Karachi. khalidbinafzal@gmail.com

[2] Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government Degree College Murad Memon Karachi.

[3] Ph.D. Scholar, International Center for Education in Islamic Finance (INCEIF), Malaysia. imran.majeed@khi.iba.edu.pk

دیتے۔ان میں سے دو اسلام کے قانون وراثت سے متعلق تھے اور تیسرا ربا کے بارے میں تھا۔ "[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد "ربا البیوع" سے متعلق تھا کیونکہ یہ امر واضح نہ تھا کہ کیا یہ قسم صرف اور صرف ان چھ چیزوں سے متعلق ہے جن کا احادیث میں ذکر آیا ہے، یا کہ اجتہاد اور قیاس کے ذریعے باقی اجناس کے باہمی تبادلے (Barter Trade) میں بھی سود کی اس قسم کا اجراء ہوگا؟ اس لئے یہ ضروری ہے کہ آئمہ اربعہ کی سود کے بارے میں آراء کو جمع کر دیا جائے تاکہ مستقبل کی ریسرچ میں سود کی کوئی ایسی تعریف کی جائے جو نہ صرف سود کی اقسام بلکہ آئمہ اربعہ کی آراء کو بھی جامع ہو۔اس مقالے میں بھی ایک جامع تعریف کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سود کی جامع اور مانع تعریف کی ضرورت ماضی کی بہ نسبت آج بہت زیادہ ہے۔اس کی تاریخی وجہ یہ ہے کہ 1992ء میں پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے ہر قسم کے سود (بالخصوص بینکنگ سیکٹر میں رائج) سود کو ناجائز اور حرام قرار دیا تھا، لیکن وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف قومی اور دیگر بینکوں نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی تھی۔ سپریم کورٹ کے ہاں یہ مسئلہ سالوں زیر سماعت رہا اور 1999ء میں سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے بھی وہی فیصلہ دیا جو 1992ء میں وفاقی شرعی عدالت نے دیا تھا۔اس فیصلے کی روسے سود کو پاکستان کی معیشت سے ختم ہونا تھا۔ پھر 2002ء میں یہ کیس دوبارہ وفاقی شرعی عدالت میں بھیج دیا گیا اور اس مرتبہ سپریم کورٹ نے کوئی میعاد بھی متعین نہیں کی جس کی بنا پر یہ کیس اب تک التوا کا شکار ہے، دوسری مرتبہ جن اشکالات کے ساتھ اس کیس کو وفاقی شرعی عدالت میں واپس بھیجا گیا تھا اس میں ایک اشکال سود کی تعریف سے متعلق بھی تھا۔اس جہت سے بھی قرآن، حدیث اور اجتہاد کی روسے فقہاء اربعہ کی سود کی تعریفات پر نظر ڈالنا اہم ہو جاتا ہے، تاکہ سود کی ایک جامع اور مانع تعریف کی کوشش کی جا سکے جیسا کہ اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے۔مقالے کے بقیہ حصے میں پہلے ہم سود کی حرمت کے بارے میں قرآن وحدیث سے دلائل جمع کریں گے، اس کے بعد فقہاء اربعہ کی تعریفات کو پیش کیا جائے گا اور ساتھ سود کی دو قسموں اور ان کی تعریف بھی بیان کی جائے گی۔ نتیجہ کے طور پر ان سب دلائل اور آراء کو سامنے رکھ کر سود کی ایک جامع تعریف مقالے کے آخری حصے میں بیان کی جائے گی۔

سود کی حرمت سے متعلق قرآنی آیات

قرآنِ کریم کی چار مختلف قسم کی آیات مختلف مواقع پر سود کی حرمت سے متعلق نازل ہوئیں ہیں۔

(1) ۔۔۔وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ (39)(البقرہ)

ترجمہ: اور جو تم سود دیتے ہو کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ تعالی کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے۔

اس آیت میں سود کو حرام نہیں قرار دیا گیا بلکہ صرف اتنا کہہ دیا کہ سود اللہ تعالی کے ہاں نہیں بڑھتا، یعنی آخرت میں اس کا کوئی ثواب نہیں ہے۔

(2) وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ (161)(النساء)

ترجمہ: اور سود لیا کرتے تھے، حالانکہ اُنہیں اس سے منع کیا گیا تھا۔

اس آیت میں سود لینے کو ایک بری خصلت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت بنی اسرائیل کے واقعات کے ذیل میں ذکر کی گئی۔

(3) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً (130)(آل عمران)

اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ، اور اللہ تعالی سے ڈرو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔

یہ قرآن مجید کی وہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کے لئے سود کو صراحتاً حرام قرار دیا گیا۔

(4) الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (275) يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ (276) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (277) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (278) فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (279) وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (280) وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (281)(البقرہ)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اُٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اُٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے ہو گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ: "بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہوتی ہے"۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آگیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے۔ اور اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ (۲۷۵) اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ ہر اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو ناشکرا گنہگار ہو۔ (۲۷۶) (ہاں) وہ لوگ جو ایمان لائیں، نیک عمل کریں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں وہ اپنے ربّ کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہوں گے؛ نہ انہیں کوئی خوف ہو گا، نہ کوئی غم پہنچے گا۔ (۲۷۷) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مؤمن ہو تو جو حصہ بھی (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو (۲۷۸) پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔ اور اگر تم (سود سے) توبہ کرو تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے (۲۷۹) اور اگر کوئی تنگدست (قرض دار) ہو تو اس کا ہاتھ کھلنے تک مہلت دینی ہے۔ اور صدقہ ہی کر دو تو یہ تمہارے حق میں کہیں زیادہ بہتر ہے، بشر طیکہ تم کو سمجھ ہو (۲۸۰) اور ڈرو اس دن سے جب تم سب اللہ کے پاس لوٹ کر جاؤ گے، پھر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ (۲۸۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سود نہ چھوڑنے والوں کے لئے اعلانِ جنگ ہے۔ مندرجہ بالا آیات میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ سب آیات سود کی قانونی حیثیت (یعنی حرمت) سے بحث کرتی ہیں جبکہ ان میں سود کی تعریف سے بحث نہیں کی گئی کیونکہ مخاطبین کے ہاں یہ بالکل واضح چیز تھی۔ قرآن کریم کے سود سے متعلق واضح احکامات کے بعد اب ہم سود سے متعلق احادیث کو زیر بحث لاتے ہیں۔

سود کی حرمت سے متعلق احادیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا:

(1) « اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ »، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: « الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ »[2]

ترجمہ: " سات چیزوں سے بچو جو کہ تباہ وبرباد کرنے والی ہیں" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرضکیا کہ "اے اللہ کے رسول وہ سات چیزیں کیا ہیں؟" ارشاد فرمایا: " (1) شرک کرنا (2) جادو کرنا (3) اسے ناحق قتل کرنا کہ جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے (4) سود کھانا (5) یتیم کا مال کھانا (6) جنگ کے دوران مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا (7) اور پاکدامن، شادی شدہ، مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(2) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا.[3]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ ع سلم نے فرمایا کہ "شبِ معراج میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا، جن کے پیٹ کمروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے، جن میں سانپ پیٹوں کے باہر سے دیکھے جا رہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: "یہ کون لوگ ہیں؟" انہوں نے عرض کی: "یہ سود خور ہیں۔"

(3) عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: « لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ »، وَقَالَ: « هُمْ سَوَاءٌ »[4]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

(4) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « الرِّبَا اثْنَانِ وَسَبْعُونَ بَابًا، أَدْنَاهَا مِثْلُ إِتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ » "[5]

ترجمہ: براء ابن عازب رضی اللہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بے شک سود کے 72 دروازے ہیں، ان میں سے کمترین ایسے ہے جو کوئی مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔"

(5) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ.[6]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" سود کے ستر (70) گناہ (درجے) ہیں، ان میں سے سب سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔"

(6) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبَا، فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ»[7]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ" لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی بھی سود کھانے سے نہیں بچ سکے گا، اگر کسی نے سود نہ بھی کھایا تو وہ اس سود کے گرد و غبار سے نہ بچ سکے گا۔"

(7) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلَى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ، فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ مَا هَذَا؟ فَقَالَ: الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا."[8]

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک مقدس سرزمین کی طرف لے چلے، یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے اس کے درمیان میں ایک شخص کھڑا تھا، اور نہر کے کنارے پر ایک شخص ہے، اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں، نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے کہ وہ جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پھر کر اپنی جگہ جا پہنچتا ہے، پھر جب کبھی نکلنا چاہتا ہے اسی طرح اس کے منہ پر پتھر مار مار کر اسکو اپنی پہلی جگہ لوٹا دیتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ کون شخص تھا، جس کو میں نے نہر میں دیکھا، فرمایا " سودخور "۔

(8) عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ اشْتَرَى غُلَامًا حَجَّامًا، فَقَالَ: «إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الكَلْبِ، وَكَسْبِ البَغِيِّ، وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَالوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ وَالمُصَوِّرَ»[9]

ترجمہ: حضرت عون بن حجفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی عورت اور گدوانے والی عورت پر اور سود لینے والے اور سود دینے والے پر لعنت بھیجی ہے اور کتے کی قیمت اور رنڈی کی کمائی سے ممانعت فرمائی ہے اور تصویر کھینچنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(9) عن ابن مَسْعُودٍ قَالَ: آكِلُ الرِّبَا وَمُوكِلُهُ وَكَاتِبُهُ وَشَاهِدَاهُ إِذَا عَلِمُوا بِهِ، وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ لِلْحُسْنِ، وَلَاوِي الصَّدَقَةِ، وَالْمُرْتَدُّ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ هِجْرَتِهِ مَلْعُونُونَ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ القِيَامَةِ۔[10]

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا سود کھانے اور کھلانے والا اس کے دونوں گواہ اور دونوں کے کاتب جب کہ جانتے ہوں کہ یہ معاملہ سود کا ہے اور خوبصورتی کے لئے گودنے والی اور گدوانے والی عورت اور صدقہ کو ٹالنے والا، اور ہجرت کے بعد اپنے وطن کی طرف واپس ہو جانے والا یہ سب بزبان صلی اللہ علیہ وسلم (بروز قیامت) معلون ہوں گے۔

(10) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أربعة حق على الله أن لا يدخلهم الجنة ولا يذيقهم نعيمها: مدمن الخمر وآكل الربا وآكل مال اليتيم بغير حق والعاق لوالديه[11]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ داخل کریں گے، اور نہ ان کی جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے۔ (ایک تو) عادی شرابی اور (دوسرے) سود کھانے والا۔ (تیسرے) ناحق یتیم کا مال اڑانے والا (چھوتے) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔"

(11) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دِرْهَمٌ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً"[12]

حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ نے (جن کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا) فرمایا کہ حضور نے فرمایا سود کا ایک درہم کھانا چھتیس زنا سے زیادہ شدید ہے، بشرطیکہ اس کو معلوم ہو کہ یہ درہم سود کا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

(12) عن ابن عباس قال: نهى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن تشتري الثمرة حتى تطعم وقال: إذا ظهر الزنا والربا في قرية فقد أحلوا بأنفسهم عذاب الله [13]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بستی میں سود اور زنا پھیل جائے تو گویا بستی والوں نے اللہ کے عذاب کو اپنے اوپر اتار لیا۔ قرآن و حدیث کے احکامات سے یہ واضح ہو چکا کہ سود نہ صرف دنیا میں معاشی قتل عام کا سبب بلکہ آخرت میں بھی دردناک عذاب کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح ہو چکا کہ قرآن و حدیث میں سود کی واضح تعریف بیان نہیں کی گئی۔ اگلے حصے میں ہم سود کی تعریفات (لغوی اور اصطلاحی) کو جمع کرنے کی کوشش کریں گے۔

ربا(سود) کا لغوی معنٰی

" ربا " کے لغوی معنٰی ہیں کسی چیز کا بڑھنا اور زیادہ ہونا۔

ربا(سود) کی اصطلاحی تعریف

احناف کے ہاں:۔

ھو فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال

اصطلاح میں ربا اس خاص قسم کی زیادتی کو کہا جاتا ہے جو عقدِ مالیہ میں کسی مالی عوض کے بغیر وصول کی جائے۔[14]

شوافع کے ہاں:۔

عَقدٌ عَلَى عِوَضٍ مَخْصُوصٍ غَيْرِ مَعْلُومِ التَّمَاثُلِ فِي مِعْيَارِ الشَّرْعِ حَالَةَ الْعَقْدِ أَوْ مَعَ تَأْخِيرٍ فِي الْبَدَلَيْنِ أَوْ أَحَدِهِمَا

سود ایک ایسا عقد ہے جو ایک مخصوص عوض پر ہو اور عقد کے وقت یا ثمن اور مبیع دونوں کی تاخیر کی صورت میں یا کسی ایک کی تاخیر کی صورت میں شرعی معیار کے مطابق ان دونوں میں برابری نہ ہو۔[15]

حنابلہ کے ہاں:۔

شرعا: زيادة في شيء مخصوص

مخصوص اشیاء میں زیادتی کا نام ربا ہے۔[16] جبکہ مخصوص اشیاء کی تفصیل آگے آئے گی۔

مالکیہ کے ہاں:۔

مالکیہ سود کی اقسام بیان کرتے ہوئے ان اقسام کی الگ الگ تعریف کرتے ہیں۔ (سود کی اقسام اور ان کی تعریفات سود کی اقسام میں مذکور ہے)۔

سود کی اقسام

سود کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ربا النسیئۃ:۔

موسوعۃ الفقہ میں اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

" رِبَا النَّسِيئَةِ: وَهُوَ الزِّيَادَةُ فِي الدَّيْنِ نَظِيرَ الأَجَلِ أَوِ الزِّيَادَةِ فِيهِ ۔"

ترجمہ: " اجل (مدت) کے بدلے میں یا اجل میں اضافے کے بدلے میں قرض میں اضافہ کرنے کو ربا النسیئہ کہا جاتا ہے۔" [17]

ربا النسیئہ کو ربا القرآن اور ربا الجاہلیہ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں سود کی یہ قسم رائج تھی جس کی حرمت کا بیان قرآن کریم میں آیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔"{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً... } (سورۃ آل عمران/130)۔

ربا کی حرمت سابقہ امتوں پر بھی تھی چنانچہ اللہ پاک نے قرآن مجید کی سورہ نساء میں یہودیوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ ممانعت کے باوجود ربا لیا کرتے تھے۔

وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ (161)(النساء)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

ترجمہ:" اور سود لیا کرتے تھے، حالانکہ اُنہیں اس سے منع کیا گیا تھا"

قرآن کریم میں ربا کی تعریف اس لئے سے نہیں بیان کی گئی کہ ربا قرآن کریم کے مخاطبین کے ہاں ایک معروف، واضح اور غیر مبہم فعل تھا اور وہ ربا کے لفظ کو اپنے روزمرہ کے معاملات میں استعمال کیا کرتے تھے۔

زمانہ جاہلیت میں رائج ربا کی صورتوں کے بارے میں مفسرین کے اقوال

(1) امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ نے قرآن مجید میں بیان کردہ ربا کی تشریح ان الفاظ میں بیان کی ہے:۔

" وَالرِّبَا الَّذِي كَانَتْ الْعَرَبُ تَعْرِفُهُ وَتَفْعَلُهُ إنَّمَا كَانَ قَرْضَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ إلَى أَجَلٍ بِزِيَادَةٍ عَلَى مِقْدَارِ مَا اُسْتُقْرِضَ عَلَى مَا يَتَرَاضَوْنَ بِهِ ۔"

ترجمہ:۔" اہلِ عرب کے درمیان ربا کی جو صورت رائج تھی وہ یہ تھی کہ وہ درہم اور دینار مخصوص مدت کے لئے اس شرط پر قرض دیتے تھے کہ کہ اصل متعین اضافہ کے ساتھ واپس کی جائے۔" [18]

چنانچہ امام جصاص رحمہ اللہ ربا النسیئۃ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

" هُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوطُ فِيهِ الْأَجَلُ وَزِيَادَةُ مَالٍ عَلَى الْمُسْتَقْرِضِ "

ترجمہ:۔" ربا الجاہلیہ یہ ہے کہ کوئی شخص اس شرط پر قرض دے کہ مقروض مخصوص مدت کے بعد اصل رقم (طے شدہ) اضافے کے ساتھ واپس کرے گا۔" [19]

(2) امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے جاہلیت میں رائج ربا کی تفصیل ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:۔

" أَمَّا رِبَا النَّسِيئَةِ فَهُوَ الْأَمْرُ الَّذِي كَانَ مَشْهُورًا مُتَعَارَفًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَدْفَعُونَ الْمَالَ عَلَى أَنْ يَأْخُذُوا كُلَّ شَهْرٍ قَدْرًا مُعَيَّنًا، وَيَكُونَ رَأْسُ الْمَالِ بَاقِيًا، ثُمَّ إِذَا حَلَّ الدَّيْنُ طَالَبُوا الْمَدْيُونَ بِرَأْسِ الْمَالِ، فَإِنْ تَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْأَدَاءُ زَادُوا فِي الْحَقِّ وَالْأَجَلِ، فَهَذَا هُوَ الرِّبَا الَّذِي كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَتَعَامَلُونَ بِهِ. "

ترجمہ:۔" ربا النسیئۃ کا عقد جاہلیت میں مشہور و معروف تھا، اور وہ یہ تھا کہ وہ لوگ اس شرط پر مال (روپیہ وغیرہ) دیا کرتے تھے کہ وہ ایک متعین رقم ماہانہ وصول کریں گے، اور اصل رقم (مقروض کے ذمہ) باقی رہے گا، پھر مدت کے اختتام پر مقروض سے اصل رقم کی واپسی کا مطالبہ کرتے تھے، اگر وہ مقررہ وقت پر ادا نہ کرتا تو پھر قرض خواہ اصل رقم اور مدت دونوں میں اضافہ کر دیتا، جاہلیت کے زمانے میں اس قسم کا سود رائج تھا۔" [20]

ابن عادل دمشقی حنبلی رحمہ اللہ نے بھی تفسیر اللباب میں امام رازی رحمہ اللہ کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق تفصیل فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

" أمّا ربا النسيئة, فهو الذي كان مشهوراً متعارفاً في الجاهليّة, وذلك أنهم كانوا يدفعون المال على أن يأخذوا كلّ شهر قدراً معيناً, ويكون رأس المال باقياً, ثم إذا حلّ الدّين طالبوا المدينون برأس المال فإن تعذر عليه الأداء زادوا في الحقّ والأجل, فهذا هو الرِّبا الذي كانوا يتعاملون به في الجاهلية." [21]

(3) علامہ سیوطی رحمہ اللہ اور ابن جریر طبری رحمہ اللہ جاہلیت میں رائج ربا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

" عن مجاهد قال كانوا يتبايعون إلى الأجل فإذا حل الأجل زادوا عليهم وزادوا في الأجل ۔ "

ترجمہ:" زمانہ جاہلیت میں لوگ ادھار پر اشیاء کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے، پھر جب مدت ختم ہو جاتی تو بائع رقم میں اضافہ کر کے مدت میں اضافہ کر دیتا ۔" [22]

" عن قتادة: أن ربا أهل الجاهلية: يبيعُ الرجل البيع إلى أجل مسمًّى، فإذا حل الأجل ولم يكن عند صاحبه قضاء، زاده وأخَّر عنه. "

ترجمہ:" جاہلیت میں ربا یہ تھا کہ ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو کوئی چیز متعین مدت کے ادھار پر فروخت کر دیتا، پھر جب مدت ختم ہو جاتی اور خریدار کے پاس ادائیگی کی رقم نہ ہوتی تو بیچنے والا قیمت میں اضافہ کر کے مدت میں بھی اضافہ کر دیتا۔" [23]

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ ربا جسے قرآنِ کریم نے حرام قرار دیا ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں رائج تھیں۔

پہلی صورت: قرض دیتے وقت اس بات کی شرط لگانا کہ مقروض اصل رقم کے ساتھ اضافی رقم دے گا جیسا کہ امام جصاص رحمہ اللہ کے حوالے سے پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے۔

دوسری صورت: اس شرط پر قرض دینا ہے کہ مقروض قرض خواہ کو ماہانہ متعین رقم ادا کرے گا جبکہ اصل رقم مقروض کے ذمہ برقرار رہے گی جو مدت کے اختتام پر مقروض سے وصول کی جائے گی جیسا کہ امام رازی اور ابن عادل دمشقی حنبلی رحمہما اللہ کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

تیسری صورت: کسی شخص کو متعین مدت کے لئے ادھار پر کوئی چیز فروخت کرنا اور پھر متعین مدت تک ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں رقم میں اضافہ کرکے اس کے عوض مدت میں اضافہ کرنا جیسا کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ اور ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے۔

ان تمام صورتوں میں مشترکہ بات یہ تھی کہ کہ ادھار رقم پر ایک اضافی رقم کا مطالبہ کیا جاتا تھا، اب یہ ادھار بعض دفع قرض دینے کی صورت میں ہوتا تھا اور بعض دفع خرید وفروخت کے ذریعہ ہوتا تھا، اسی طرح اضافی رقم بعض دفع ماہانہ وصول کی جاتی تھی اور بعض دفع اصل رقم کے ساتھ وصول کی جاتی تھی۔ ان تمام شکلوں کو "ربا" کہا جاتا تھا جو زمانہ جاہلیت میں عربوں کے رائج تھیں۔

ربا کی دوسری قسم: ربا الفضل:۔

احناف، مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں ربا البیع (ربا الفضل) کی دو قسمیں ہیں جبکہ شوافع کے ہاں ربا البیع کی تین قسمیں ہیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي عَدَدِ أَنْوَاعِهِ: فَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ وَالْمَالِكِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ إِلَى أَنَّهُ نَوْعَانِ (1) رِبَا الْفَضْلِ.. وَعَرَّفَهُ الْحَنَفِيَّةُ بِأَنَّهُ فَضْلٌ خَالٍ عَنْ عِوَضٍ بِمِعْيَارٍ شَرْعِيٍّ مَشْرُوطٍ لِأَحَدِ الْمُتَعَاقِدَيْنِ فِي الْمُعَاوَضَةِ (2) رِبَا النَّسِيئَةِ... وَهُوَ: فَضْل الْحُلُول عَلَى الأَجَل، وَفَضْل الْعَيْنِ عَلَى الدَّيْنِ فِي الْمَكِيلَيْنِ أَوِ الْمَوْزُونَيْنِ عِنْدَ اخْتِلاَفِ الْجِنْسِ، أَوْ فِي غَيْرِ الْمَكِيلَيْنِ أَوِ الْمَوْزُونَيْنِ عِنْدَ اتِّحَادِ الْجِنْسِ۔

وَذَهَبَ الشَّافِعِيَّةُ إِلَى أَنَّ رِبَا الْبَيْعِ ثَلاَثَةُ أَنْوَاعٍ (1) رِبَا الْفَضْل.. وَهُوَ الْبَيْعُ مَعَ زِيَادَةِ أَحَدِ الْعِوَضَيْنِ عَنِ الآْخَرِ فِي مُتَّحِدِ الْجِنْسِ. (2) رِبَا الْيَدِ.. وَهُوَ الْبَيْعُ مَعَ تَأْخِيرِ قَبْضِ الْعِوَضَيْنِ أَوْ قَبْضِ أَحَدِهِمَا مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ أَجَلٍ. (3) رِبَا النَّسَاءِ.. وَهُوَ الْبَيْعُ بِشَرْطِ أَجَلٍ وَلَوْ قَصِيرًا فِي أَحَدِ الْعِوَضَيْنِ [24]۔

ائمہ ثلاثہ کی بیان کردہ تعریف

(۱) ربا الفضل: ربا الفضل اس زائد مال کو کہا جاتا ہے جو شرعی معیار کے مطابق عوض سے خالی ہو اور عقد معاوضہ میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے اس کی شرط لگائی گئی ہو۔

(۲) ربا النسیئہ: اس اضافے کو کہا جاتا ہے جو ادائیگی کے وقت کی مدت کو بڑھانے کے عوض لیا جائے۔ اور اختلاف جنس کی صورت میں دونوں مکیلی یا موزونی ہوں یا اتحادِ جنس کے وقت دونوں غیر مکیلی یا غیر موزونی اشیاء میں دین پر عین کے اضافے کو بھی ربا النسیئہ کہا جاتا ہے۔

شوافع کی بیان کردہ تعریف

شوافع کے ہاں ربا کی تین قسمیں ہیں۔

(۱): ربا الفضل: ایسی بیع جس میں ایک جنس سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو آپس میں زیادتی کے ساتھ بیچا جائے۔

(۲): ربا الید: ایسی بیع جس میں عوضین یا دونوں میں سے ایک پر تاخیر سے قبضہ کرے لیکن کسی متعین مدت کا ذکر نہ ہو۔

(۳): ربا النساء: ایسی بیع کہ جس میں عوضین میں کسی ایک میں ادھار کی شرط ہو، چاہے مدت کم ہی کیوں نہ ہو۔

ربا الفضل کو ربا الحدیث بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی حرمت کا بیان حدیث شریف میں آیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی ارشاد ہے:۔

"الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى ۔ "

ترجمہ:۔ " سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے،، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے (بیچا جائے تو) دونوں برابر ہونے چاہئے اور دست بدست ہونا چاہئے، پس جو شخص زیادہ ادا کرے یا زیادتی کا مطالبہ کرے تو وہ شخص سود کا ارتکاب کرنے والا ہو گا۔"[25]

اس حدیث میں آپ ﷺ نے چھ (6) چیزوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جب ان چھ (6) چیزوں کی آپس میں خرید وفروخت کی جائے تو دونوں کی مقدار کا برابر ہونا ضروری ہے ان میں سے کسی ایک میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر گندم کو گندم کے بدلے بیچا جائے یا سونے کو سونے کے بدلے میں بیچا جائے تو اس میں دونوں میں بھی برابری ضروری ہے، اب اگر مبیع اور مشتری میں سے کسی ایک طرف بھی زیادتی یا کمی بیشی ہو تو یہ معاملہ ربا بن جائے گا۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے صرف چھ (6) چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اب ان چھ چیزوں کے علاوہ اگر کسی چیز کا آپس تبادلہ اور خرید وفروخت ہو تو کیا یہ قاعدہ اور حکم وہاں بھی جاری ہو گا یا نہیں؟

اس بارے میں حدیث میں کوئی تفصیل اور وضاحت نہیں ہے۔ لہٰذا ابتدائی دور کے بعض فقہاء مثلاً قتادہ اور طاؤس وغیرہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ چونکہ احادیث میں صرف ان چھ چیزوں کا ذکر ہے، لہٰذا یہ اصول اور قاعدہ صرف ان چھ چیزوں کے آپس میں تبادلہ کے وقت لاگو ہو گا۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا سِوَاهَا، فَحُكِيَ عَنْ طَاوُسٍ وَقَتَادَةَ أَنَّهُمَا قَصَرَا الرِّبَا عَلَيْهَا، وَقَالَا: لَا يَجْرِي فِي غَيْرِهَا. وَبِهِ قَالَ دَاوُد وَنُفَاةُ الْقِيَاسِ، وَقَالُوا: مَا عَدَاهَا عَلَى أَصْلِ الْإِبَاحَةِ؛ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ ،البقرة:275} ۔ [26]

جبکہ دوسرے فقہاء نے اس اصول کو ان چھ چیزوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ یہ اصول اور قاعدہ ان چھ کے علاوہ باقی اشیاء کے آپس میں تبادلے کے بھی لاگو گا۔ البتہ پھر ان فقہاء کے درمیان علت میں اختلاف ہوا کہ کس چیز کو علت بنایا جائے۔

ربا الفضل کی علت کا بیان

ربا الفضل کی علت کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

پہلا قول: امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کا ہے۔

امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہا اللہ نے کیل اور وزن کو علت قرار دیا ہے۔

أنهم اختلفوا في العلة. قال أصحابنا: علة ربا الفضل في الأشياء الأربعة المنصوص عليها الكيل مع الجنس، وفي الذهب، والفضة الوزن مع الجنس فلا تتحقق العلة إلا باجتماع الوصفين، وهما القدر، والجنس ۔ [27]

ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي عِلَّةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا؛ فَرُوِيَ عَنْ أَحْمَدَ فِي ذَلِكَ ثَلَاثُ رِوَايَاتٍ، أَشْهَرُهُنَّ أَنَّ عِلَّةَ الرِّبَا فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَوْنُهُ مَوْزُونَ جِنْسٍ، وَعِلَّةُ الْأَعْيَانِ الْأَرْبَعَةِ مَكِيلُ جِنْسٍ. نَقَلَهَا عَنْ أَحْمَدَ الْجَمَاعَةُ، وَذَكَرَهَا الْخِرَقِيِّ، وَابْنُ أَبِي مُوسَى، وَأَكْثَرُ الْأَصْحَابِ. وَهُوَ قَوْلُ النَّخَعِيِّ، وَالزُّهْرِيِّ، وَالثَّوْرِيِّ، وَإِسْحَاقَ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ. فَعَلَى هَذِهِ الرِّوَايَةِ يَجْرِي الرِّبَا فِي كُلِّ مَكِيلٍ، أَوْ مَوْزُونٍ بِجِنْسِهِ، مَطْعُومًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَطْعُومٍ، كَالْحُبُوبِ، وَالْأُشْنَانِ ۔ [28]

دلیل:۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں جن چھ چیزوں کا بیان ہے ان میں سے چار چیزیں (گندم، جو، کھجور اور نمک) مکیلی ہیں یعنی ان کو (اس زمانے میں) برتن سے ناپ کر بیچا جاتا تھا اور باقی دو چیزیں (سونا اور چاندی) وزنی ہیں یعنی ان کو تول کر اور وزن کر کے بیچا جاتا تھا۔

لہٰذا ان چھ چیزوں کے علاوہ اگر کوئی چیز مکیلی (پیمائشی) یا وزنی ہو اور اس کا اسی جنس کے ساتھ تبادلہ کیا جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہو گا کہ ان دونوں میں برابری بھی ضروری ہے اور مجلس میں قبضہ بھی ضروری ہے، دونوں میں سے کسی ایک میں کمی بیشی یا ادھار کرنا جائز نہیں ہو گا۔

دوسرا قول: امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے قوت اور ادخار کو علت قرار دیا ہے۔

قوت کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز کھانے کے قابل ہو اور ادخار کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز ذخیرہ کی جا سکتی ہو۔

(عِلَّةُ) حُرْمَةِ (طَعَامِ الرِّبَا) أَيْ الطَّعَامُ الْمُخْتَصُّ بِالرِّبَا أَيْ رِبَا الْفَضْلِ يَعْنِي الرِّبَا فِي الطَّعَامِ (اقْتِيَاتٌ) أَيْ إقَامَةُ الْبِنْيَةِ بِاسْتِعْمَالِهِ بِحَيْثُ لَا تَفْسُدُ عِنْدَ الِاقْتِصَارِ عَلَيْهِ وَفِي مَعْنَى الِاقْتِيَاتِ إصْلَاحُ الْقُوتِ كَمِلْحٍ وَتَابِلٍ (وَادِّخَارٌ) بِأَنْ لَا يَفْسُدَ بِتَأْخِيرِهِ إلَى الْأَمَدِ الْمُبْتَغَى مِنْهُ عَادَةً ۔ [29]

دلیل:۔ حدیث میں جن چھ چیزوں کا بیان ہے ان میں سے چار کھانے کی اشیاء ہیں اور باقی دو یعنی سونا اور چاندی ان اشیاء میں سے ہیں جن کو ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا ان چھ چیزوں کے علاوہ اگر کوئی چیز کھانے کی قابل اشیاء میں سے ہو یا اس چیز کو ذخیرہ کیا جا سکتا ہو اور ذخیرہ کرنے سے وہ خراب نہ ہوتی ہو تو ایسی اشیاء کی آپس میں خرید و فروخت کرتے وقت برابری بھی ضروری ہے اور مجلس میں قبضہ بھی ضروری ہے۔

تیسرا قول: امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے طعم اور ثمنیت کو علت قرار دیا ہے۔

طعم کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز کھانے کے قابل ہو اور ثمنیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز تبادلہ کا ذریعہ بننے کے قابل ہو۔

فأما الذهب والفضة فإنه يحرم فيهما الربا لعلة واحدة وهو أنهما من جنس الأثمان فيحرم الربا فيهما ولا يحرم فيما سواهما من الموزونات ---------------- فأما الأعيان الأربعة ففيها قولان: قال في الجديد العلة فيها أنها مطعومة --------- وقال في القديم العلة فيها أنها مطعومة مكيلة أو مطعومة موزونة ۔ [30]

دلیل:۔ ان کی دلیل ہے کہ حدیث میں جن چھ چیزوں کا بیان ہے ان میں سے چار چیزیں کھانے کی قبیل سے ہیں اور باقی دو چیزیں یعنی سونا اور چاندی تبادلہ کا ذریعہ ہیں۔

لہٰذا ان چھ چیزوں کے علاوہ اگر کوئی چیز کھانے کی قابل اشیاء میں سے ہو یا وہ چیز تبادلے کا ذریعہ بن سکے تو ان کی آپس میں خرید و فروخت کے وقت بھی یہی حکم ہو گا کہ دونوں میں برابری بھی ضروری ہے اور مجلس میں قبضہ بھی ضروری ہے۔

نتیجہ بحث

قرآن کریم کی آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ربا یا سود نہ صرف اس امت کے لئے ممنوع ہے، بلکہ یہود کو بھی اس سے صراحتاً منع کیا گیا تھا، نیز احادیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سود کھانے والا، کھلانے والا، اس کے معاہدے کو لکھنے والا، اور اس معاہدے کے گواہان سب اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ قرآن و حدیث میں سود کی خاص فنی تعریف موجود نہیں، جبکہ مختلف فقہی مذاہب میں اس کی تعریف مختلف الفاظ سے کی گئی ہے۔ دوسری جانب سود پر مکمل پابندی اور کسی اسلامی ملک سے اس کے مکمل خاتمے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سود کی کوئی جامع مانع اور فقہی آراء سے ماخوذ تعریف کی جائے تا کہ اس کو قانونی سانچے میں ڈھال کر عملی انطباق ممکن بنایا جاسکے، زیر نظر مقالے میں یہی کوشش کی گئی ہے، آئمہ مجتہدین کے اقوال کو سامنے رکھ کر سود کی ایک تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ:

"ربا یا سود ایسی زیادتی (مقدار، مدت ادائیگی، یا دونوں کے اعتبار سے) کو کہا جاتا ہے جو کسی مالی معاملے میں ایک جانب شرط کے ساتھ لازم کی جائے جبکہ مالی معاملے کے دونوں عوضین کرنسی، مکیلی (حجم کے اعتبار سے ماپی جانے والی)، یا موزونی (وزن کے اعتبار سے ماپی جانے والی) اشیاء ہوں۔ نیز مالی معاملہ اگر قرض کا ہو تو اس میں مدت کی تعجیل و تاخیر سود نہیں بشرطیکہ عوضین برابر ہوں، اور مالی معاملہ اگر قرض کے علاوہ ہو اور عوضین کی جنس الگ ہو تو مقدار کی کمی زیادتی سود نہیں بشرطیکہ دونوں عوضین کا اسی وقت (spot exchange) تبادلہ کر دیا جائے"۔

اس تعریف کے ذریعے سود کی جملہ اقسام کو جمع کیا جاسکتا ہے، نیز اس کی عملی اور قانونی تطبیق بھی ان شاءاللہ سہل ہو گی۔

---

[1] Iqbal, M. M. (2006). A broader definition of Riba. *Pakistan Institute of Development Economics Working Paper*, 1-23.

[2] (المؤلف: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، الكتاب: صحيح البخاری، کتاب الوصایا ، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتمی، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى 1422هـ، ج : 4 ، ص : 10)

[3] (المؤلف: محمد بن يزيد أبو عبد الله القزويني، الكتاب: سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الناشر: دار الفكر – بيروت ، الحديث : 2273 ، ج : 2 ، ص : 763)

[4] (المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري ، الكتاب: الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ، کتاب المساقات ، باب لعن آکل الربا و موکلہ ، الناشر: دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة - بيروت، الحديث: 4177 ، ج : 5، ص : 50)

[5] (المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ)، الكتاب: المعجم الأوسط، الناشر: دار الحرمين - القاهرة، المعجم الاوسط، الحديث: 7151، ج : 7، ص : 158)

[6] (المؤلف: محمد بن يزيد أبو عبد الله القزويني، الكتاب: سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الناشر: دار الفكر – بيروت ، الحديث : 2274 ، ج: 2، ص: 764)

[7] (المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، الكتاب: سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب فی اجتناب الشبهات، الناشر: دار الكتاب العربي- بيروت ، الحديث : 3333، ج3، ص : 248)

[8] (المؤلف: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، الكتاب: صحيح البخاری، کتاب البیوع، باب لعن آکل الربا و شاهده و کاتبه موکله، الحديث : 2085 ، ج: 3، ص : 59)

[9] (المؤلف: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، الكتاب: صحيح البخاری، کتاب البیوع، باب من لعن المصور، الحديث : 5962، ج : 7، ص : 169)

[10] (المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ)، الكتاب: صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، كتاب الزكاة، باب الوعيد لمانع الزكاة، الناشر: مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: الثانية، 1414 – 1993، الحديث : 3252، ج : 8، ص : 44)

[11] (المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ) ، الكتاب: المستدرک علی الصحيحين، کتاب البیوع، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 – 1990، الحديث : 2260 ، ج : 2، ص : 43)

[12] (المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)، الكتاب: مسند الإمام أحمد بن حنبل، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421هـ - 2001 م، الحديث : 21957 ، ج : 36، ص : 288)

[13] (المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ) ، الكتاب: المستدرک علی الصحيحين، کتاب البیوع، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 – 1990، الحديث : 2261 ، ج : 2، ص : 43)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

[14] (المؤلف: عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى: 743هـ) ، الكتاب: تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيّ، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية - بولاق، القاهرة، الطبعة: الأولى، 1313هـ، ج:4، ص: 85)

[15] (المؤلف: أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي، الكتاب: تحفة المحتاج في شرح المنهاج، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى بمصر لصاحبها مصطفى محمد، الطبعة: بدون طبعة، عام النشر: 1357هـ - 1983 م ، ج:4، ص: 272)

[16] (المؤلف: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي الحنبلي النجدي (المتوفى: 1392هـ) ، الكتاب: حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع، الطبعة: الأولى - 1397هـ ، ج:4، ص: 490)

[17] (الكتاب: الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، 22/ 57)

[18] (المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ)، الكتاب: أحكام القرآن للجصاص، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1415هـ/1994م، ج:1، ص: 563)

[19] (المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ)، الكتاب: أحكام القرآن للجصاص، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1415هـ/1994م، ج: 1، ص: 569)

[20] (المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: 606هـ) ، الكتاب: مفاتيح الغيب = التفسير الكبير، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثالثة - 1420هـ ، ج:7، ص:72)

[21] (المؤلف: أبو حفص عمر بن علي ابن عادل الدمشقي الحنبلي المتوفى بعد سنة 880هـ ، الكتاب: تفسير اللباب لابن عادل أبو حفص الحنبلي، الناشر: دار النشر / دار الكتب العلمية - بيروت، ص: 913)

[22] (تفسير الجلالين للمحلي والسيوطي، الناشر: دار المعرفة، ج: 2، ص: 11)

[23] (المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ)، جامع البيان في تأويل القرآن، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1420هـ - 2000 م ، ج:6، ص: 8)

[24] (الكتاب: الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، ج:22، ص: 57)

[25] (المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري، الكتاب: الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم، الناشر: دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة - بيروت ، ج:5، ص: 44)

[26] (المؤلف: أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي (المتوفى: 620هـ)، الكتاب: المغني لابن قدامة، الناشر: مكتبة القاهرة، 4/ 4)

[27] (المؤلف: علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ)، الكتاب: بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م، ج: 5، ص:183)

[28] (المؤلف: أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي (المتوفى: 620هـ)، الكتاب: المغني لابن قدامة، الناشر: مكتبة القاهرة، ج: 4، ص: 5)

[29] (المؤلف: العلامة شمس الدين الشيخ محمد، الكتاب: حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، ج: 11، ص: 160)

[30] (المؤلف: أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الشيرازي (المتوفى: 476هـ) ، الكتاب: المهذب في فقة الإمام الشافعي ، الناشر: دار الكتب العلمية ، ج: 2، ص: 26)